احادیث نبویہ کی حجیّت و حفاظت

ضبط و حفظ کا اہتمام اور اس کا تسلسل و دوام

(از مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری)

(۴)

یہ حقیقت مسلمہ اور بدیہی ہے کہ کوئی صحیح و ثابت حدیث قرآن مجید کے خلاف ہو ہی نہیں سکتی کسی ایسی حدیث کو جو شخص قرآن کے خلاف کہتا ہے وہ کم فہم ہے یا کج نظر! چونکہ صحت حدیث کے لئے "عدم مخالفت قرآن" کی شرط غیر منطقی بلکہ مضحکہ خیز ہے اس لئے حدیث کو مسترد کرنے والوں نے ناواقفوں کو متاثر کرنے کیلئے اس مضمون کی ایک حدیث بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی تاکہ اپنے مضحکہ خیز رویے کو "مدلل" بنا سکیں۔

مولانا رحمانی نے اپنے اس معلوماتی اور تحقیقی مقالے میں اس "حدیث" کی استنادی حیثیت پر بھی بحث فرمائی ہے جو رحیق (ص ۲۵/۳۴) مجریہ اپریل ۱۹۵۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ اسے پڑھ کر "طلوع اسلام" جون ۱۹۵۸ء نے کھلا کر سر پیٹا ہے اور رحیق کا تھوڑا سا اقتباس دے کر "بزعمائے رنگ رنگ" کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی اپنا "سر پیٹنا" شروع کر دیں یعنی دلائل و براہین کا جواب سر پیٹنا ہے اور بس!

ہاں صاحب تو کبھی یہ بھی فرما دیا ہوتا کہ "قرآن کے مخالف حدیث" کے فیصلہ کا معیار کیا ہے اور پھر وہ فیصلہ کرے گا کون! آپ؟

حلوا خوردن را دہان باید! (رحیق)

برق نے لکھا ہے "سہو و نسیان کا خطرہ ہر وقت تعاقب میں تھا"
افسوس ہے اس ظلوم و جہول نے صحابہ کرام کو اپنے اوپر قیاس کیا ہے،

۵ کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

تم جھوٹے غلام احمدؒ ہو اور وہ سچے خدامِ محمد تھے صلی اللہ علیہ وسلم، چند واقعات صحابہ کرام کے ضبطِ الفاظ اور حفظِ حدیث کے بھی ہم یہاں نقل کر رہے ہیں تاکہ صحابہ کرامؓ کا عملی اہتمام معلوم ہو کہ وہ کس طرح خود بھی یاد کرتے تھے اور اپنے رفقاء و تلامذہ کو حفظِ احادیث کے لئے تاکیداتِ بلیغہ فرماتے تھے۔

(۱) ایک بار حضرت عمرؓ نے صحابہ کرام کی ایک مجلس میں پوچھا ایکم یحفظ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ۔ یعنی فتنوں کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کس کو خوب یاد ہیں؟ حضرت حذیفہؓ نے فی الفور جواب دیا انا کما قالہ[۱]۔ میں اس طرح یاد رکھتا ہوں جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ سبحان اللہ کیا حفظ و ضبط کا کمال ہے

(۲) ایک موقعہ پر حضرت صدیقِ اکبرؓ نے ایک پیش آمدہ معاملہ میں احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق صحابہ کرام کے مجمع سے سوال کیا کہ اس معاملہ کے حل کے لئے کسی کو حدیث نبوی معلوم ہے۔ متعدد صحابہ کرام آگے بڑھے جس پر حضرت ابوبکرؓ نے خوش ہو کر فرمایا الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا[۲]۔ کہ اس مولائے کریم کی تعریف ہے جس نے ہم میں ان لوگوں کو رکھا جو احادیثِ نبویہ کے حافظ ہیں۔

اس سے متعدد صحابہؓ کا حافظ الحدیث ہونا ثابت ہوا۔

(۳) حضرت علیؓ نے اپنے طرزِ عمل سے صحابہ کرام کو حفظ حدیث کا خوگر اور ضبطِ الفاظ کا پابند بنایا۔ آپ کے متعلق علامہ ذہبی نے لکھا ہے کان اماما عالما متحریا فی الاخذ بحیث انہ یستحلف من یحدثہ بالحدیث[۳]۔ یعنی حضرت علیؓ امام جلیل الشان اور عالم متبحر تھے۔ اور اخذ حدیث میں سخت تحری و تحقیق اور احتیاط فرماتے حتیٰ کہ حدیث بیان کرنے والوں سے حلف لیتے کہ تم کو ٹھیک ٹھیک الفاظ نبوی یاد ہیں؟ اور الفاظ میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوئی ہے جب راوی قسم سے بیان کرتے کہ بعینہٖ الفاظِ نبوی میں یہ حدیث ہے تب قبول فرماتے۔

---

[۱] صحیح بخاری جلد اول ص۷۹ [۲] حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۱۴۹ [۳] تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص۱۰

واضح رہے کہ حضرت علیؓ کا مقصد اس سے صرف احادیث کا ضبط و تحفظ ہی تھا۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ بھی احادیث نبویہ کے بڑے ضابط و حافظ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی وفات کے موقعہ پر ان کے اس وصف حفظِ احادیث کو یاد کر کے افسوس و حسرت کے لہجہ میں فرمایا کان یحفظ علی المسلمین حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1] یعنی حضرت ابوہریرہؓ اپنے زمانے کے تمام راویانِ حدیث میں سب سے بڑھ کر حافظ الحدیث ہیں۔ امام اعمشؒ نے فرمایا کان ابوھریرۃ من احفظ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی حضرت ابوہریرہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سب سے زیادہ احادیث کے حافظ و ضابط ہیں[2]

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو سن کر یاد کیا کرتے تھے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں کنا نحفظ الحدیث والحدیث یحفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ صرف عبداللہ بن عباسؓ بلکہ جماعتِ صحابہ میں احادیث کے ضبط و حفظ کا عموم کے ساتھ اہتمام تھا۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ احادیثِ نبویہ کے طلب و تلاش اور احتیاط و ضبطِ الفاظ کی خود بھی بڑی پابندی فرماتے تھے اور اپنے شاگردوں کو پابند فرماتے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کان ممن یتحری فی الاداء ویشدد فی الروایۃ ویزجر تلامذتہ عن التھاون فی ضبط الالفاظ[4]۔ یعنی اصل الفاظ کو یاد کرنے کے لئے خود بھی بڑی احتیاط فرماتے اور اپنے شاگردوں کو بھی ضبط الفاظ کی تاکید فرماتے۔

(۷) ایک بار حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے (غالباً کوفہ کے معلمی کے زمانہ میں) اپنے "تلامذہ و رفقاء" سے پوچھا کہ تم لوگ احادیث کو صحیح طریقہ سے ضبط رکھنے کے لئے باہم مذاکرہ اور دورہ کرتے ہو یا کہ سستی کر جاتے ہو۔ تلامذہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ دورۂ حدیث اور ضبطِ الفاظ اور باہم مذاکرہ کے لئے اس قدر اہتمام رکھتے ہیں کہ ہمارا ہر ساتھی دوسرے کو احادیث سناتا ہے۔ اگر کوئی ساتھی کبھی غائب ہو جاتا ہے اور کسی وجہ سے وہ مذاکرہ میں شریک

---

[1] فتح الباری جلد اول ص ۱۰۹ [2] تذکرہ اول ص ۳۴ و مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۴۹ [3] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰ [4] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۱۳

نہیں ہو سکتا تو باقی رفقاء اس سے وہیں جا کر ملتے ہیں۔ اور اس طرح ہم مذاکرہ اور دورہ ضرور کر لیتے ہیں۔[1]

(۸) اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاری کا واقعہ ہے اگرچہ یہ احادیثِ نبویہ کو پوری صحت کے ساتھ یاد رکھتے تھے لیکن ایک بار ان کو ایک حدیث میں کچھ اشتباہ پیدا ہو گیا تو اس شک کو مٹانے کے لیئے اپنے دوسرے ساتھی حضرت عقبہ بن عامر کے پاس مصر پہنچے۔ جب مدینہ سے سفر کر کے مصر پہنچے تو سواری سے اترتے ہی فرماتے ہیں حدثنا ما سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ستر المسلم لم یبق احد غیری وغیرک۔ یعنی آپ مجھے وہ حدیث سنا دیجیئے جو آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کے عیب پوشی کے متعلق سنی ہے اور آپ کے پاس اسی لیئے آیا ہوں کہ میرے بعد آپ کے علاوہ اور کوئی دوسرا اس حدیث کے سننے والوں میں سے اب باقی نہیں ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر نے معزز مہمان کی دلداری میں سب سے پہلے وہی حدیث من ستر مسلماً خزیۃ سترہ اللہ یوم القیامہ سنا دی۔ آپ سننے کے بعد خوش وخرم اپنی سواری کی طرف پلٹے اور مدینے کی طرف فی الفور روانہ ہو گئے۔ مصر میں اپنا کجاوہ بھی نہ کھولا۔ کیونکہ بجز اس حدیث کی سماع اور ارتفاع شک کے اور کوئی مقصد نہ تھا ابن عبد البرؒ کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں۔ فاتی ابو ایوب مراحلتہ فرکبھا وانصرف الی المدینۃ وما حل رحلہ[2]

میزبان نے ہرچند ان کو ٹھہرانا چاہا لیکن ان کا مقصد صرف اس حدیث کا سننا اور صحیح طور سے محفوظ کر لینا ہی تھا۔ جب انہوں نے حدیث کو سن لیا تو پھر بلا تاخیر واپس چلے آئے۔ اس روایت سے ظاہر ہوا کہ صحابہ کرام کسی دوسری غرض کی آمیزش کے بغیر صرف تحفظِ حدیث کے لیئے اپنے رفقاء درس کے پاس سفر کرتے اور اسفار طویلہ کو اس معاملہ میں آسان سمجھتے تھے۔ جو لوگ نہ صرف حدیث بلکہ حدیث سننے والے اپنے تمام رفقاء کو بھی جانتے ہوں اور بوقت ضرورت ان سے مراجعت بھی ضرور کر لیتے۔ ان کے صیانتِ حدیث

---

[1] سنن دارمی صہ ۹۷ [2] جامع بیان العلم صہ ۹۴۔

کے معاملہ میں ادنیٰ شبہ بھی محض شیطانی وسوسہ ہے۔

(۹) اسی طرح امام دارمی نے ایک اور صحابی کا واقعہ قلم بند فرمایا ہے کہ وہ صرف ایک حدیث کی تصحیح کی خاطر فضالہ بن عبید اللہ کے پاس مصر پہنچے۔ حضرت فضالہؓ نے آپ کو دیکھ کر خوش آمدید فرمایا اور مرحبا کہا۔ صحابی نے کہا انی لم آتک زائرا ولکنی سمعت وانت حدیثا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجوت ان تکون عندک منہ علم[1]

یعنی میں آپ کے پاس مہمان کے طور پر نہیں آیا ہوں بلکہ میں نے اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی جو مجھے پوری طرح محفوظ نہیں رہی اس خیال اور اس امید کو لے کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ وہ تمہیں یاد ہو گی۔

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ صحابہ کرام ضبط حدیث اور کمالِ صحت معلوم کرنے اور اسے یاد رکھنے کے لئے اپنے دیگر رفقاء درس کے پاس طویل طویل سفر اختیار کر کے پہنچ جاتے کیا سچ کہا ہے مولانا حالی نے ؎

سنا خازن علم دیں جس بشر کو | لیا اس سے جا کر خبر اور اثر کو
اسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو | اسی شوق میں طے کیا بحر و بر کو (مسدس حالی)

(۱۰) اسی طرح حضرت ابوذر غفاری حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ اپنے رفقاء درس سے بھی واقف تھے۔ چنانچہ مقامِ ربذہ کے گوشۂ تنہائی میں جب آپ کا انتقال ہونے لگا تو آپ کی اہلیہ محترمہ یہ تنہائی اور بے سروسامانی دیکھ کر رونے لگیں پوچھا کیوں روتی ہو؟ انہوں نے کہا آپ کی یہ حالت ہے اور کپڑے وغیرہ بھی نہیں ہیں۔ دفن وکفن کے عام فرائض سے بھی میں تنہا سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ فرمایا تم نہ گھبراؤ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص ایک گوشۂ جنگل میں انتقال کرے گا اور میرے کچھ صحابی بروقت پہنچ کر ان کے کفن دفن کا انتظام کریں گے۔ تو چونکہ اس درس کے وقت کے میرے تمام ساتھی شہروں اور آبادیوں میں انتقال کر چکے ہیں اس لیے اس حدیث کا مصداق صرف میں ہی رہ گیا ہوں۔ اور میں ہی آبادی سے باہر انتقال کر رہا ہوں۔ تو یقیناً خدا کے کچھ

---

[1] سنن دارمی ص ۶۹

بندے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش گوئی کے مطابق میرے کفن دفن کو پہنچیں گے۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کا ایک مختصر سا قافلہ بروقت کفن دفن اور نماز جنازہ کے لیئے پہنچ گیا۔ حافظ ابن القیم رحؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا البشری ولا تبکی فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لنفر انا فیھم لیموتن رجل منکم بفلاۃ من الارض یشھدہ عصابۃ من المسلمین ولیس احد من اولئک النفر الا قد مات فی قریۃ وجماعۃ فانا ذلک الرجل انتہی[1]۔ والقصۃ بطولہا۔

اس جگہ مجھے صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی یاد تھی اور اس کے ساتھ وہ اس حدیث کے تمام رفقاء کو بھی مع ان کے جائے سکونت اور جائے وفات وغیرہ سے بھی واقف تھے۔

(۱۱) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی احادیث نبویہ کو پوری طرح ضبط رکھتے تھے۔ آپ کے کمالِ ضبط اور غایت احتیاط فی الحدیث کے سلسلہ میں علامہ ذہبی نقل فرماتے ہیں۔ لم یکن احد من الصحابۃ اذا سمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیثا واحداً احذر ان لا یزید ولا ینقص منہ ولا ولا من ابن عمر۔ یعنی صحابہ کرام میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بڑھ کر روایت حدیث میں کوئی اور محتاط نہ تھا۔ آپ حدیث نبوی کے اخذ و روایت میں ادنے درجہ کی کمی بیشی نہ ہونے دیتے تھے ولا ولا من ابن عمر کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل الفاظ کی ادائیگی اور ضبط و حفظ کے معاملہ میں ان کا کوئی بھی ہم پلہ و ہمسر نہ تھا۔ الفاظ نبوی کی صحیح ترتیب بھی ان کے حافظہ میں محفوظ رہتی تھی۔ واقعہ ذیل ملاحظہ فرمایئے۔

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بنی الاسلام علی خمس والی حدیث بیان فرمائی اس کے آخر میں وصیام رمضان والحج ہے۔ تلامذہ و رفقاء میں سے ایک صاحب نے تکرار و حفظ کے لیئے دہراتے ہوئے آخری لفظوں کی ترتیب کو پلٹ کر یوں پڑھ دیا والحج وصیام رمضان

---

[1] زاد المعاد صفحہ ۴۶ جلد اوّل۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فوراً ٹوکا اور فرمایا اس طرح نہیں بلکہ وصیام رمضان والحج پڑھو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی سنا ہے[1]

(افادہ) حافظ سخاوی سے اس جگہ نقل روایت میں ذہول و تسامح واقع ہؤا ہے کیونکہ مسلم شریف کی طرف مراجعت کے بغیر محض حافظہ کے بھروسہ پر حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت کو اور اس ممانعت کو یوں لکھ دیا ہے۔ اجعل الصیام اخرھن حالانکہ مسلم شریف کے حوالہ مذکور سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سماع نبوی کے مطابق آخری لفظ حج کو قرار دیتے ہیں الّا یہ کہ حافظ سخاوی کی کسی اور کتاب پر نظر ہو۔

(۱۳) حضرت انسؓ اپنے حفظِ روایت کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جس قدر حدیثوں کو مجلس نبوی میں سنتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد باہم ان حدیثوں کا تکرار اور دورہ کرتے۔ ایک صاحب اپنی باری پر سب حدیثوں کو بیان کرجاتے پھر دوسرے بیان کرتے پھر تیسرے اسی طرح بسا اوقات ہم ساٹھ آدمی ہوتے تو پورے ساٹھوں آدمی اپنی اپنی باری پر سناتے غرض پورا دورہ کر لینے کے بعد ہم لوگ منتشر ہوتے اس طرح کے حفظ و تکرار و مذاکرہ سے احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح ہمارے ذہنوں میں محفوظ ہو جاتیں[2]

(افادہ) حضرت انسؓ اول تو ان حدیثوں کو ذہن میں محفوظ کرتے پھر ان کو قلم بند کرکے بغرض اصلاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اس طرح نظر ثانی کرکے احادیث کو پوری صحت کے ساتھ سینہ و سفینہ میں جمع فرماتے[3]

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہؓ کے بعد سب سے زیادہ حدیثیں حضرت انس سے مروی ہیں۔ ابن الجوزی لکھتے ہیں کہ ان سے دو ہزار دو سو چھیاسی حدیثیں مروی ہیں[4]۔

(۱۴) حضرت ہشام بن عامر بھی بڑے ضابط اور احادیث نبویہ کے حافظ تھے۔ ایک بار اپنے رفقاء سے فرمایا انکم متجاوزون الی رھط من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] صحیح مسلم جلد اول ص۳۲ و فتح المغیث ص۲۹۸ [2] مجمع الزوائد جلد اول ص۱۶۱ [3] مستدرک حاکم و فتح المغیث ص۲۳۱
[4] تلقیح فہوم اہل الاثر ص۱۸۱ و فتح المغیث

ماکانو احصی ولا احفظ لحدیثہ منی[۱] یعنی تم لوگ درس حدیث کے لئے جن صحابہ کرام کے پاس جاتے ہو وہ احادیث نبویہ کے حفظ و ضبط کے معاملہ میں مجھ سے بڑھ کر نہیں ہیں یعنی تم دور دراز بلاوجہ جاتے ہو جب کہ احادیث نبویہ کے حفظ و ضبط میں کسی سے میں کم نہیں ہوں۔

(۱۵) حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیث کو سن کر حفظ کیا کرتے تھے۔ سنن دارمی میں ہے کہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ جس طرح ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر حدیثوں کو حفظ کیا ہے اسی طرح تم لوگ ہم سے سن کر حدیثوں کو حفظ کرو اور اس کے لئے باہم مذاکرہ اور تکرار کرتے رہو[۲]۔

اسی طرح ابن عبد البر لکھتے ہیں کان ممن حفظ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سننا کثیرۃ[۳] یعنی حضرت ابو سعید خدریؓ نبی اکرم کی احادیث کثیرہ کے حافظ تھے۔

(۱۶) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص بھی احادیث کو حفظ فرماتے اور لکھ بھی لیتے تھے۔ مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ان کے متعلق یہ اعتراف موجود ہے کہ عبد اللہ بن عمروؓ ہاتھ سے لکھتے بھی تھے۔ اور ویسے یاد بھی کرتے تھے۔ علامہ ابن عبد البر نے لکھا ہے فانہ کان داعی القلب وکان یکتب[۴] یعنی عبد اللہ بن عمرو بن عاص زبانی بھی یاد رکھتے تھے اور لکھتے بھی تھے۔ مسند احمد میں ان کا بیان منقول ہے کہ میں یاد کرنے ہی کے لئے لکھتا تھا[۵]۔

(۱۷) حضرت ابو موسے اشعری بھی حافظ الحدیث تھے۔ ایک بار حضرت عمرؓ نے ان کی ایک حدیث پر مزید شہادت طلب کی۔ حضرت ابو موسے انصار کے ایک مجمع میں تشریف لے گئے اور اس حدیث کے متعلق سوال کیا کہ آپ لوگوں میں سے کسی نے اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ لوگوں کو یاد ہو تو فرمایئے۔ پورے مجمع نے جواب دیا۔ ہاں ہم سب کو یہ حدیث نبوی یاد ہے۔ اور ہم سب نے سنی ہے[۶]۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کو احادیث بہت پختہ طریقہ سے یاد رہتی تھیں۔

(۱۸) حضرت ابی ابن کعب بھی احادیث نبویہ کے حافظ تھے۔ ایک بار آپ نے حضرت عمرؓ کے

۱؎ مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۱۹ ۲؎ سنن دارمی صفحہ ۶۶ ۳؎ استیعاب جلد دوم صفحہ ۵۶۷ ۴؎ استیعاب جلد اول صفحہ ۳۷۰
۵؎ مسند احمد جلد دوم صفحہ ۱۲۲ ۶؎ تذکرہ اول صفحہ ۶ و حجۃ اللہ اول صفحہ ۱۴۱

سامنے ایک حدیث بیان کی۔ حضرت عمرؓ نے مزید شہادت ان سے بھی طلب فرمائی۔ حضرت ابی بن کعبؓ اور فاروق اعظم دونوں انصار کے ایک مجمع میں پہنچے اور زیر بحث حدیث کے متعلق اہل مجمع سے دریافت کیا سب نے کہا قد سمعنا ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1] یعنی ہم سب نے اس حدیث کو سنا ہے۔

ان دونوں روایتوں سے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسےٰ اشعری کے حفظ حدیث کی بکمال درجہ تائید و تصدیق بھی ثابت ہو گی اور اجمالی طریقہ سے دیگر صحابہ کرام کے حفظِ حدیث کا حال بھی معلوم ہوا۔

(۱۹) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے اپنے صاحب زادے ابو بردہؓ سے فرمایا احفظ کما حفظنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[2] یعنی جس طرح ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو یاد کیا ہے اسی طرح تم بھی یاد کر لو —— اس حدیث میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کے حفظِ حدیث کا ثبوت تو ملتا ہی ہے۔ دیگر صحابہؓ کے بھی حفظ احادیث کا پتہ لگتا ہے جیسا کہ کما حفظنا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ایک واضح دلیل ہے۔ علامہ ہیثمی اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں ورجالہ رجال الصحیح۔

(۲۰) حضرت جابر بن عبد اللہ بھی احادیثِ شریفہ کے ضابط اور حافظ تھے علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں وکان من المکثرین الحفاظ للسنن[3] یعنی حضرت جابرؓ سنن نبویہ کے حافظ تھے۔

(۲۱) انہی حضرت جابرؓ کے متعلق امام بخاری نے نقل کیا ہے ورحل جابر بن عبد اللہ مسیرۃ شھر الی عبد اللہ بن انیس فی حدیث واحد[4] یعنی حضرت جابرؓ نے صرف ایک حدیث کے لئے ایک ماہ کا سفر طے کیا اور عبد اللہ بن انیس سے مل کر اس حدیث کا سماع کیا یہ سفر جیسا کہ شارحین حدیث نے لکھا ہے مدینے سے شام تک کا تھا۔ علامہ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے کہ جب اس حدیث کے حاصل کرنے کے لئے مملکتِ شام پہنچنے کا ارادہ کیا تو اسی سفر کے لئے ایک اونٹ خریدا یہ تمام اہتمام صرف ایک حدیث کے سننے

---

[1] تذکرہ جلد اول صفحہ ۸ و منتخب کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ [2] مجمع الزوائد جلد اول صفحہ ۱۶۰ [3] استیعاب جلد اول صفحہ ۱۰۳ [4] صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷

کے لئے تھا اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ احادیث نبویہ کے صحیح طور سے یاد رکھنے اور اسے محفوظ و جمع کرنے کا کس قدر اہتمام تھا۔

(۲۲) ابو شریح خزاعیؓ بھی حافظ الحدیث تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے خلاف جب یزید کے حکم سے عمرو بن سعید نے فوج کشی کے لئے مکہ پر چڑھائی کی تیاری کی تو انہوں نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ میں لڑائی کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے اس موقعہ کے الفاظ یہ ہیں۔ ایھا الامیر احدثك قولاً قام به صلی اللہ علیہ وسلم سمعته اذنای ووعاہ قلبی[۱] یعنی میں تم کو وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا رہا ہوں جس کو خود میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ان کے حافظہ میں پوری صحت کے ساتھ فتح مکہ کے وقت سے لے کر یزید بن معاویہ کے عہد تک تقریباً نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک محفوظ تھی۔

(۲۳) سمرہ بن جندبؓ بھی حافظ الحدیث تھے حضرت ابی بن کعبؓ حضرت سمرہؓ کے متعلق فرماتے ہیں قد صدق وحفظ[۲] یعنی وہ سچے ہیں اور حافظ الحدیث ہیں۔

حافظ سخاویؒ نے حضرت سمرہ بن جندب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو حفظ رکھتا تھا۔[۳] غرض صحابہ کرام ان حدیثوں کو نضّر اللہ امرءً سمع مقالتی فوعاھا واداھا کما سمع منی کے تحت بیان کرتے تھے جن کو انہوں نے اپنے زمانۂ اسلام میں سنا تھا لیکن کمال یہ ہے کہ ان حضرات صحابہؓ نے اپنے اسلام لانے سے قبل بھی جن حدیثوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کرتے ہوئے سنا تھا ان کو بھی خوب یاد رکھا اور بعد الاسلام ان کی ترویج و روایت فرمائی۔ حافظ سخاوی کے الفاظ اس موقعہ پر یہ ہیں قد ثبتت روایات کثیرۃ لغیر واحد من الصحابۃ کانوا حفظوھا قبل اسلامھم وادوھا بعدہ۔[۴]

اسی طرح صحابہ کرامؓ کے حفظ روایات کے متعلق حافظ ابن عبدالبر قرطبی لکھتے ہیں الذین نقلوھا عن نبیھم صلی اللہ علیہ وسلم الی الناس کافۃ وحفظوھا علیہ وبلغوا

---

[۱] صحیح بخاری جلد اول کتاب العلم [۲] الاستیعاب جلد دوم ص۵۷۴ [۳] فتح المغیث ص۳۱۱ [۴] ایضاً ص۱۶۴

ما عنه وهم صحابة واطوا رثون الذين دعوها وادوها حتى كمل بما نقلوه الدين[1]

اگر فرصت اور وقت مساعدت کرے تو ایسی بہت ساری مثالیں سنن اربعہ و صحیحین و مسندات و معاجم کے بطون سے نکال کر پیش کئے جا سکتے ہیں حافظ ابن عبد البرؒ نے بالعموم تمام صحابہ کے حفظ احادیث کا اجمالی طور پر تذکرہ خطبۂ استیعاب میں فرمایا ہے اور ادا و روایت و حفظ احادیث و تبلیغ سنن میں ان کے اہتمام عظیم کا اعتراف کیا ہے ۔ ان حقائق کی موجودگی میں صحابہ کرام کے حفظ روایات و تبلیغ احادیث کما ھی میں غلطی کا امکان پیدا کرنا ادّعاء باطل ہے ۔ صحابہ کرام خود بھی احادیث کو ازبر کرتے اپنے شاگردوں کو بھی حفظ و تکرار و مداومت نظر کی تاکید کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نضّر اللہ امرءً کے تحت دارین کی سرفرازی و سرخروئی حاصل کرنے کے خیال سے صحابہ کرام و تابعین عظام حفظِ احادیث و تبلیغ سنن میں غیر معمولی اہتمام رکھتے تھے پس ایسے وسیع الحافظہ اصحاب کرام اور ان کے تربیت یافتہ تلامذہ کے لئے عدم ضبط اور عدم حفظ اور نسیان کا وہم سرتا سر توہم پرستی اور حقائق سے انحراف و عناد ہے ۔

حفظ و ضبط کا تسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضبط روایت و تبلیغ احادیث پر جو بشارت نضّر اللہ امرءً سمع مقالتی فوعاها واداها کما سمع منی کے تحت دیا تھا ۔ اس کا اثر صحابہ کرام پر ایسا عمدہ واقع ہوا کہ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کو خود بھی اچھی طرح محفوظ کیا اور احادیث کا باہم مذاکرہ و دورہ کیا اور اپنے تلامذہ اور تابعین تک حدیثوں کو پہنچایا اور اپنے رفقاء و تلامذہ کو بھی خوب یاد رکھنے کے لئے تاکید شدید فرمائی ۔ یہاں چند صحابہ کرام کے انتباہ و تاکیدات کے واقعات اس سلسلہ میں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر عرض کئے جاتے ہیں ۔

(۱) حضرت فاروق اعظمؓ صحابہ کرام کو ضبط احادیث کی سخت تاکید فرماتے تھے[2]

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر احادیث نبویہ کو ہر زیادت و نقصان سے محفوظ رکھنے میں سخت اہتمام فرماتے[3]

---

۱ خطبہ استیعاب جلد اول ص۲ ۔ تذکرہ جلد اول ص۷ ۳ ایضاً ص۳۷ ۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے مشہور تلمیذ امام نافع کو جو حدیثیں لکھوائیں وہ ان کو اپنے پاس بٹھا کر لکھوائیں تاکہ کمی بیشی کا ادنیٰ احتمال بھی نہ واقع ہو سکے[۱]

یہ روایات کے حفظ و ضبط کا کس قدر اعلیٰ درجہ کا اہتمام ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے شاگردوں سے ضبط حدیث کے سلسلہ میں دورہ اور باہم تکرار و مذاکرہ کا حکم دیا۔ حافظ سخاوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود نے فرمایا تذاکروا الحدیث فان حیاتہ مذاکرتہ[۲]

یعنی احادیث کا باہم مذاکرہ کیا کرو کہ یہ حدیث کی بقاء و حفاظت کا ضامن ہے۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود نے شاگردوں سے پوچھا کہ تم لوگ روزمرہ احادیث کا دورہ اور باہم تکرار کیا کرتے ہو یا نہیں۔ شاگردوں نے کہا ہمارا یہ روزمرہ کا معمول ہے ہم اپنے رفقاء درس کے پاس خواہ کوفہ کے کسی بعید ترین محلہ میں ہوں جا کر ملتے ہیں اور تکرار و دورہ باہم مل کر کرتے ہیں[۳]

(۶) حضرت ابن مسعود کے تلامذہ زیادہ تر کوفہ میں تھے کیونکہ حضرت ابن مسعود کوفہ میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کی طرف سے معلم بنا کر بھیجے گئے تھے تو اہل کوفہ جن احادیث کو حضرت ابن مسعودؓ سے بروایت عمرؓ سنتے ان کی مزید تصدیق اور سند عالی کے خیال سے ابن مسعود کے تلامذہ کوفہ سے مدینہ آکر حضرت عمرؓ سے سماع کرتے کہ حدیث نبوی اچھی طرح سے محفوظ ہو جائے۔ اور پوری طرح روایت کی صحت و الفاظِ نبوی کا وثوق ہو جائے[۴]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ان تاکیدات کا یہ نتیجہ ہوا کہ سب تلامذہ پختہ حافظ و شیوخ وقت بن کر نکلے۔ حضرت علیؓ و حضرت سعید بن جبیر فرمایا کرتے تھے کہ اصحاب عبداللہ سرو ج ھذا القریۃ[۵] کہ تلامذہ اس بستی کے روشن چراغ ہیں۔ سلیمان تیمیؒ فرماتے ہیں کان فینا ستون شیخاً من اصحاب عبد اللہ یعنی ہمارے زمانہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے تلامذہ میں سے ساٹھ شیوخ موجود تھے۔

(۷) حضرت علیؓ نے اپنے رفقاء و تلامذہ سے فرمایا تذاکروا ھذا الحدیث وان لا تفعلوا یدرس[۶]

---

۱ سنن دارمی صہ ۶۹ ۲ فتح المغیث صہ ۳۳۱ و معرفۃ علوم الحدیث للحاکم صہ ۱۳۱ ۳ سنن دارمی صہ ۷۹ ۴ فتح المغیث صہ ۳۳۶ ۵ طبقات ابن سعد جلد سادس صہ ۲ ۶ کنز العمال صہ ۲۴۲ و جامع بیان العلم جلد اول صہ ۱۰۱

یعنی اپنے ساتھیوں سے باہم ملاقات کرتے رہو اور حدیث کا دورہ اور مذاکرہ جاری رکھو اور غفلت سے چھوڑ نہ رکھو کہ مٹ جائے جامع میں تو مزید یہ الفاظ ہیں اکثروا ذکر الحدیث فانکم ان لم تفعلوا یدرس علمکم یعنی حدیث کا مذاکرہ بکثرت جاری رکھو اگر اس میں غفلت کروگے تو تمہارا علم مٹ جائے گا۔

(۸) حضرت جابر بن عبداللہ رض کے تلامذہ بھی حضرت جابر رض کے حسب تاکید باہم دورہ و تکرار کرتے رہتے تھے۔ حضرت جابر رض کے تلامذہ میں مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح کا مقولہ امام ترمذی نے نقل کیا ہے قال کنا اذا خرجنا من عند جابر تذاکرنا حدیثہ وکان ابو الزبیر احفظنا للحدیث[۱] یعنی ہم لوگ حضرت جابر رض کی مجلس سے سماع احادیث کے بعد اٹھتے تو باہم ان سے حاصل کردہ احادیث کا دورہ و تکرار کرتے اور باری باری باہم سنتے سناتے۔ تمام ساتھیوں میں ہمارے ساتھی ابوالزبیر کا حافظہ سب سے اچھا ثابت ہوتا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس رض خود بھی احادیث کریمہ کو حفظ رکھتے اور اپنے رفقاء و تلامذہ کو احادیث کے حفظ کی تاکید کرتے فرماتے تذاکروا هذا الحدیث لا ینفلت منکم[۲] یعنی حدیثوں کا باہم مذاکرہ و تکرار کرتے رہو تاکہ غفلت کے سبب ذہن سے نکل نہ جائے۔

(۱۰) حضرت ابو سعید خدری رض خود بھی حافظ الحدیث تھے اور جن شاگردوں کو احادیث نبویہ بتاتے تھے ان سے بھی باہم تکرار و مذاکرہ اور حفظِ حدیث کی تاکید فرماتے[۳]

الغرض صحابہ کرام بالعموم اپنے تلامذہ کو احادیث کے حفظ و ضبط کی تاکید رکھتے تھے چنانچہ ابن عبدالبر رض نے حضرات صحابہ رض کا قول نقل کیا ہے۔ ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدثنا فنحفظ فاحفظوا کما کنا نحفظ[۴]

افادہ ۔ حافظ سخاوی رح نے چند اور حضرات صحابہ کے نام قلم بند کئے ہیں کہ جیسے وہ اپنے تلامذہ سے کہتے تھے انہوں نے خود بھی احادیث نبویہ کو حفظ رکھا اور اپنے رفقاء و تلامذہ کو حفظ احادیث کے لئے تاکیدات فرمائیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت زید بن ثابت،

---

[۱] جامع ترمذی کتاب العلل صفحہ ۲۴۶ ج ۲، طبقات ابن سعد جلد خامس صفحہ ۳۵۴ [۲] سنن دارمی ص ۷۸ و فتح المغیث ص ۳۳۱۔
[۳] سنن دارمی ص ۷۲ و فتح المغیث ص ۳۳۱ [۴] جامع بیان العلم ص ۶۴۔

حضرت ابوموسےٰ اشعری، حضرت ابوسعید خدری رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام پیش کرکے ان کے متعلق لکھا ہے۔ آمروا بحفظہ کما اخذ وہ حفظاً[1] یعنی جس طرح ان حضرات نے خود یاد رکھا اسی طرح لوگوں کو بھی زبانی یاد رکھنے کی تاکید فرمائی۔

ان چند مثالوں کے پیشِ نظر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام اور ان کے تلامذہ تابعین عظام و آئمہ حدیث میں احادیث نبویہ کے ضبط و تثبت کا سلسلہ قرناً بعد قرنٍ تسلسل کے ساتھ قائم رہا۔ ان حقائق کی موجودگی میں احادیث نبویہ کے کمال حفاظت اور سینہ و سفینہ میں ضبط و حفظ کا اہتمام و اعتناء صاف طور سے واضح ہو رہا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

تابعین کرام کا حفظِ حدیث میں اہتمام

(۱) حافظ ابن الصلاح کہتے ہیں کہ مشہور تابعی امام زہری اپنے شاگردوں کو حفظِ حدیث کے لیئے تاکید کرنے کے ساتھ فرماتے لیکن الحفظلہ بالتدریج قلیلاً قلیلاً مع الایام واللیالی[2] یعنی حدیث کو بتدریج تھوڑا تھوڑا کرکے اور دن اور رات کے اوقات میں ملا کر حفظ کیا جائے۔ چنانچہ امام زہری اپنے شاگردوں کو دو تین حدیث سے زیادہ نہ پڑھاتے اور فرماتے ہیں ذلک العلم حدیث او حدیثان[3] یعنی علم نبوی ایک ایک دو دو حدیث حاصل کرنے سے قابو میں آسکتا ہے

ان کے اس اہتمام کا یہ اثر ہوا کہ ان کے تمام شاگرد حافظ الحدیث ثابت ہوئے۔ چنانچہ امام مسلم مقدمہ مسلم میں ایک ضمنی بحث کے سلسلہ میں یہ اعتراف کرتے ہیں کہ امام زہری اپنے جلالتِ شان اور اپنے تلامذہ کی کثرت نیز حفظ کے اعتبار سے ممتاز ہیں کہ وہ سب احادیث کے حافظ اور پوری طرح ضابط ہیں۔ وہ کہتے ہیں فاما من تراہ یعمد لمثل الزہری فی جلالتہ وکثرۃ اصحابہ الحفاظ المتقنین لحدیثہ وحدیث غیرہ[4]۔

(۲) اسی طرح عبدالرحمن بن ابی لیلی اپنے شاگردوں سے احادیث کے حفظ اور باہمی تکرار کے لیئے تاکید اس طرح فرماتے ان احیاء الحدیث مذاکرتہ فتذاکروا[5] یعنی حدیث کی زندگی اور اس کی بقاء کا دار و مدار بار بار دہراتے رہنے پر ہے پس آپس میں تکرار جاری رکھو۔

---

[1] فتح المغیث ص۳۲۷ [2] مقدمہ ابن الصلاح ص۱۳۵ [3] تدریب الراوی للسیوطی ص۱۸۱ [3] فتح المغیث للسخاوی ص۳۲۸

[4] مقدمہ مسلم ص۵ [5] جامع بیان العلم ص۱۰۱

(۳) اسی طرح مشہور تابعی حسن بصری اپنے شاگردوں سے فرماتے رہتے کہ اگر تم نے باہم تکرار و دورہ نہ کیا تو علم جاتا رہے گا۔ ان کے الفاظ یہ ہیں غائلۃ العلم النسیان وترک المذاکرۃ[1] یعنی علم کے لیے آفت اس کا بھول جانا اور تکرار باہمی کا چھوڑ دینا ہے۔ مطلب یہ کہ مذاکرہ اور دورہ کے ذریعہ احادیث کو محفوظ رکھو۔

(۴) امام علقمہ نخعی اپنے تلامذہ سے فرماتے تذاکروا الحدیث فانہ حیاتہ ذکرہ[2] یعنی تم لوگ حدیثوں کا دور کیا کرو اس لیے کہ تکرار و مذاکرہ اس کی زندگی و بقا کا ضامن ہے۔

(۵) اسی طرح ابراہیم نخعی اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ حدیثوں کے یاد رکھنے کا قوی ذریعہ اس کا تکرار و مذاکرہ ہے۔ اگر تم کو کوئی رفیق نہ ملے تو کسی نہ کسی کو ضرور سناؤ خواہ وہ شوق و رغبت سے نہ سنے، الفاظ ان کے یہ ہیں۔ من سرہ ان یحفظ الحدیث فلیحدث ولو ان یحدث بہ من لا یشتھیہ[3]۔ مطلب ان کا یہ تھا کہ تکرار و دورہ کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی شکل نکالنی چاہیئے تاکہ مذاکرہ میں ناغہ نہ ہو۔ غرض آئمہ حدیث حفظِ حدیث کی خاطر ہر طرح کی تدبیروں پر عمل کرتے رہے۔

(۶) اسماعیل بن رجاء حفظ حدیث و مذاکرہ کے لیے جب کسی رفیق اہل علم ساتھی کو نہیں پاتے تو کسی مدرسے میں چلے جاتے اور طلبہ کو جمع کر کے اپنی حدیثیں سناتے تاکہ تکرار کی صورت پیدا ہو جائے اور حدیث کی یادداشت تازہ رہے[4] طبقات ابن سعد کے الفاظ یہ ہیں۔ انہ کان یجمع الصبیان فیحدثھم لکے لا ینسی حدیثہ[5]

(۷) یہی امام عطاء خراسانی کا حال تھا کہ جب ان کو اپنی حدیثوں کے مذاکرہ و تکرار کے لیے کچھ رفقاء نہ ملتے تو مساکین فقراء کو جمع کر کے اپنی حدیثیں سنایا کرتے تاکہ عدم تکرار کے سبب احادیث حافظہ سے نکل نہ جائیں۔ ابن عبدالبر کے الفاظ یہ ہیں اذا لم یجد احداً ذھب الی المساکین فحدثھم یرید بذالک الحفظ[6]

(۸) اسی طرح حضرت سفیان ثوری بھی اپنے تلامذہ سے احادیث کے حفظ و ضبط کی تاکید فرماتے

---

[1] جامع بیان العلم ص ۱۲۱ [2] مقدمہ ابن الصلاح ص ۱۲۹ [3] ایضا ص ۱۲۹ [4] جامع بیان العلم ص ۱۰۲

[5] ص ۲۲۲ جلد ۶ [6] جامع بیان العلم ص ۱۱۱۔

ان کے بلیغ تاکیدات کے سبب ان کے تلامذہ یحییٰ قطانؒ وغیرہ کمالِ حفظ میں مشہور فی الآفاق ہیں۔ سفیان ثوریؒ کے تاکیدی الفاظ یہ ہیں۔ تعلّموا ھذا الحدیث فاذا علمتموہ فتحفظوہ فاذا حفظتموہ فاعملوا بہ[1]۔ یعنی حدیثوں کو حاصل کرنے کے بعد اسے خوب یاد رکھو۔ اور جب یاد کر لو تو اس کے مطابق عمل کرو" ضبطِ حدیث کے لئے یہ تاکید تمام تاکیدات پر اعلیٰ و ارفع ہے کیونکہ اولاً علمِ حدیث اور پھر عمل بر حدیث یہ دونوں حفظِ حدیث کے لئے موجبات ہیں۔ ابن سعد کی طبقات میں یہ الفاظ اس طرح ہیں تعلّموا ھذا العلم فاذا تعلمتموہ فاحفظوہ فاذا حفظتموہ فاعملوا بہ فاذا عملتم بہ فانشروہ[2]۔

(۹) اسی طرح امام شعبی بھی حفظِ حدیث کے لئے عمل بالحدیث کو ضروری قرار دیتے تھے[3]۔

(۱۰) اسی طرح امام وکیعؒ کا بھی ارشاد ہے اذا اردت ان تحفظ الحدیث فاعمل بہ[4] یعنی حفظِ حدیث کا ذریعہ عمل بالحدیث ہے۔ چنانچہ یہ حضرات آئمہ ان طریقوں پر نہ صرف اپنے تلامذہ کو تاکید کرتے بلکہ خود بھی پابند نظر آتے۔ حافظ سخاوی نے امام شعبی و وکیع کا مقولہ نقل کیا ہے۔ کنا نستعین علیٰ حفظ الحدیث بالعمل بہ[5]۔

(افادہ) کنا نستعین کے صیغہ جمع سے ظاہر ہے کہ ایک جماعت کی جماعت شب و روز حفظِ حدیث اور عمل بالحدیث میں مشغول تھی۔ اگر ان کے عمل بر حدیث کے واقعات اور عبادات و تقویٰ و حسن طاعت سے متعلق حالات نقل کئے جائیں تو دفتر کے دفتر بھی کافی نہ ہوں۔

(۱۱) اسی طرح امام اعمش بھی اپنے تلامذہ سے حفظِ حدیث اور تکرار و مذاکرہ کے لئے تاکید فرمایا کرتے چنانچہ سب ساتھی اس پر عمل کرتے۔ حفظِ حدیث کے لئے باہمی تکرار کرتے تھے تو ابو معاویہ الضریر کا حافظہ سب سے بہتر ہوتا۔ ابو معاویۃ الضریر کے ایک رفیقِ درس کا بیان ہے کنا نخرج من عند الاعمش فلا یکون احفظ منا لحدیثہ من ابی معاویۃ[6]۔ یعنی ہم لوگ جب اعمش کے پاس سے سبق لے کر نکل آتے تو ابو معاویہ سے بڑھ کر ان کی حدیثوں کا یاد کرنے والا دوسرا نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ باہم تکرار کرتے سنتے سناتے تو سب میں سے حافظہ

---

[1] فتح المغیث للسخاوی ص۳۰۶ و طبقات ابن سعد جلد سادس ص۲۵۵ [2] ص۲۵۸ جلد ۶ [3] فتح المغیث ص۳۲۳۔
[4] مقدمہ ابن الصلاح ص۱۲۶ [5] فتح المغیث ص۳۲۳ [6] تذکرۃ الحفاظ ص۲۷۱ جلد اول۔

ابومعاویہ کا بہتر ثابت ہوتا۔

اس سے ان حضرات کے باہمی تکرار و مداومت حفظ کا حال معلوم ہوا۔

(۱۲) اسی طرح امام اعمش حدیثوں کو خود بھی یاد رکھتے تھے چنانچہ ذہبی نے لکھا ہے کہ آپ حضرت انس رضؓ اور عبداللہ بن ابی اوفی رضؓ کی حدیثوں کے حافظ تھے۔ سفیان بن عیینہ نے ان کے حفظ حدیث کی تعریف کی ہے۔ فرماتے ہیں کان الاعمش اقرأ ھم لکتاب اللہ واحفظھم للحدیث[ا] یعنی یہ کتاب اللہ کے سب سے بڑے قاری اور احادیث نبویہ کے سب سے بڑے حافظ تھے غرض اسی طرح عہد صحابہ و تابعین اور پھر ان کے تلامذہ وغیرہ میں حفظ حدیث کا سلسلہ جاری تھا

(۱۳) اسی طرح تابعی ابوالزبیر حضرت جابر رضؓ کی حدیثوں کے سب سے بڑے حافظ تھے[۲] اور یہ حدیثیں کچھ تھوڑی نہ تھیں، صاحب طبقات ابوالزبیر کے متعلق مزید یہ بھی لکھتے ہیں۔ وکان ثقۃ کثیر الحدیث[۳]۔ یعنی یہ بہت ساری حدیثوں کے حافظ اور ثقہ تھے۔

(۱۴) اسی طرح حضرت ابوادریس خولانی (تابعی) حضرت ابوالدرداء و حضرت عبادہ بن صامت حضرت شداد بن اوس کی احادیث کے حافظ تھے[۴]

(۱۵) اسی طرح امام معمر حضرت قتادہؒ تابعی کی احادیث کے حافظ تھے[۵]

(۱۶) اسی طرح عبدالرحمان بن صبیحہ، حضرت ابوبکر رضؓ کی احادیث کے حافظ تھے۔ صاحب طبقات نے لکھا ہے سافر مع ابی بکر وسمع منہ وحفظ عنہ[۶]

(۱۷) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عامر، حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضؓ کی احادیث کے راوی اور حافظ تھے۔ الفاظ یہ ہیں۔ قد حفظ عن ابی بکر و عمر و عثمان وروی عنہم[۷]

(۱۸) اسی طرح سعید بن مسیبؒ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ رضؓ وغیرہ کے علوم و سنن کے عالم تھے۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ کی روایات و آثار کے حافظ تھے۔ اور خاص طور پر حضرت عمر رضؓ کے احکام و قضایا کے بڑے حافظ تھے۔ اور احفظ الناس کے لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔

---

[۱] تذکرہ جلد اول ص ۱۴۵ [۲] تذکرۃ الحفاظ ص ۱۱۹ ج ۱ و جامع ترمذی ص ۲۴۶ [۳] طبقات ابن سعد جلد خامس ص ۳۵۴۔
[۴] تاریخ صغیر ص ۳۶ [۵] تاریخ صغیر ص ۱۷۸ [۶] طبقات ابن سعد جلد خامس ص ۷ [۷] ایضاً۔

(۱۹) اسی طرح حضرت سفیان بن عیینہ اپنے اور اپنے ہم طبقہ معاصرین کے متعلق بیان کرتے ہیں کنا نحفظ "ہم محدثین کی حدثیں زبانی یاد کرتے تھے"[۱]

(۲۰) اسی طرح محدث یزید بن ہارون واسطی، ۲۴ ہزار احادیث کے حافظ تھے۔ ذہبی نے لکھا ہے کہ وہ فرماتے تھے احفظ اربعۃ وعشرین الف حدیث بالاسناد ولا فخر[۲] یعنی میں چوبیس ہزار احادیث کو سندوں کے ساتھ یاد رکھتا ہوں اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔

(۲۱) اسی طرح امام نافع کی اولاد بھی احادیث نافع بن عبداللہ بن عمر کی حافظ تھی۔ اور بعض کا حافظہ بعض سے بڑھ کر تھا۔ چنانچہ حضرت سفیان ثوری، عمر بن نافع کو ابوبکر بن نافع سے بڑھ کر حافظ سمجھتے تھے اور ان کے متعلق فرماتے تھے۔ احفظ ولد نافع یعنی نافع کے دوسرے تمام لڑکوں کے مقابلہ میں ان کا حافظہ بڑھ کر تھا۔

(۲۲) اسی طرح حضرت سعید بن جبیرؓ کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے شہادت دی۔ قل حفظت عنی حدیثا کثیرا[۳] یعنی تم میری بہت سی حدیثوں کے حافظ ہو۔

مداومت حفظ و قوت حافظہ۔ حضرت ابوہریرہؓ و حضرت امام زہریؒ کے حفظ حدیث اور بر موقعہ آزمائش ان کے کمالِ حفظ کے واقعات تمام کتب متداولہ میں مشہور و معروف ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ بہت سارے محدثین کے قوتِ حافظہ کے واقعات تذکرہ کی کتابوں میں امام ابوزرعہ۔ امام ترمذی، حافظ دارقطنی، امام بخاریؒ کے واقعات آپ آنے والے صفحات میں مفصل پڑھیں گے۔ فی الحال دو تین محدثین کے واقعات اس ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

(۱) محدث کوفہ عیسٰے بن یونس کو اپنی حدیث کی کتاب اس قدر یاد تھی کہ فرماتے تھے کہ اگر میری کتاب میں ایک واؤ بھی بڑھ جائے گا تو مجھے فوراً پتہ چل جائے گا کہ یہ زائد کر دیا گیا ہے۔[۴]

(۲) محدث یزید بن ہارون کا بیان ہے کہ میں بیس ہزار حدیثوں کو اس طرح یاد رکھتا ہوں کہ کسی کی مجال نہیں کہ اس میں ایک حرف بڑھا دے۔[۵]

(۳) اسحاق بن راہویہ کے متعلق ابو داؤد خفاف کا بیان ہے کہ ایک بار آپ نے اپنے حافظہ سے

۱؎ طبقات ابن سعد جلد خامس صہ ۳۵۳ ۲؎ تذکرہ جلد اول صہ ۲۹۳ ۳؎ طبقات ابن سعد جلد سادس صہ ۱۷۹ ۴؎ تذکرہ جلد اول صہ ۲۵۹ ۵؎ تذکرہ جلد اول صہ ۲۹۳۔

ہمیں ۱۱ ہزار حدیثوں کو لکھوایا۔ اس کے بعد اپنی کتاب کھول کر قرأت کی اور ہم لوگوں نے اپنی املا کی کاپیوں سے مقابلہ کیا تو ایک حرف کی بھی کمی بیشی ثابت نہ ہوئی۔[1]

آپ کے اسی کمالِ حافظہ کی بنا پر علامہ ذہبی نے الحافظ الکبیر سے آپ کو یاد کیا ہے۔

الحاصل محدث ابوزرعہ، یحییٰ قطان، سفیان ثوری، امام شعبہ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین وغیرہم کے حفظ وضبط کے واقعات بکثرت ہیں۔ مختصر یہ کہ احادیث نبویہ کو خود حفظ رکھنے اور اپنے تلامذہ کو حفظ وضبط پر متوجہ رکھنے کا معمول تمام صحابہ وتابعین کا رہا ہے۔ اس وقت کے تمام مشہور بلادِ اسلام میں احادیث وسنن نبویہ کے حفاظت پر ایک معتدبہ طبقہ تدریس وتبلیغ کے ذریعہ اہتمام کے ساتھ متوجہ رہا ہے۔

آئندہ قسط میں ہم حافظ ابوعبدالرحمان نسائی صاحب السنن کا فرمودہ ایک نقشہ پیش کریں گے۔ اس سے آپ کو ایک سرسری سا اندازہ ہو سکے گا کہ کس طرح ہر دور میں صحابہ، تابعین، اور حفاظ محدثین وفقہاء نے احادیث کی حفاظت کی تھی (باقی)

مدارسِ عربیہ کی مقبول ترین کتاب

دیوان الحماسہ (عربی)

مع حواشی

حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے کرام وطلباء عظام کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ دیوان الحماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علیؒ ایک مدت سے نایاب ہو رہا تھا۔ الحمد للہ اب وہ زیور طبع سے آراستہ ہو کر آگیا ہے۔

کاغذ طباعت عمدہ۔ ٹائیٹل دیدہ زیب۔ قیمت صرف -/-/۲ روپے

المکتبۃ السلفیۃ۔ شیش محل روڈ لاہور

[1] تذکرہ جلد دوم ص۲